دار الامان قادیان ۱۶ جولائی سنہ ۱۹۰۰ء

حضرت اقدس علیہ السلام کی پاک باتیں

ہرکہ روشن شد دلم جانم درون از رحمتش
کیمیا باشد بسر بیرون دمے در صحبتش
چیست دنیا چوں شب تارو زماں ابر سیاہ
آفتابی رہنما کم ساختم در خدمتش

عزیر نبی کی دوبارہ زندگی

کار از
مسیح علیہ السلام کی وفات کے منکر اپنی دلائل میں حضرت عزیر کی زندگی کا سوال پیش کرتے ہیں کہ وہ سو برس مر کر پھر زندہ ہوا۔

مگر یاد رہے کہ یہ احیاء بعد الاماتت ہے۔ اور احیاء کی کئی قسمیں ہیں۔ اول یہ کہ کوئی آدمی مرنے کے بعد ایسے طور پر زندہ ہو جاوے کہ قبر پھٹ جاوے اور وہ اپنا بوریا بدھنا استر بستر اٹھا کر دنیا میں آجاوے۔ دوم یہ کہ اللہ تعالے اپنے فضل و کرم سے ایک نئی زندگی بخشے جیسے اہل اللہ کو ایک دوسری زندگی دی جاتی ہے جس طرح پر ایک شخص نے خدا سے ڈر کر کہا تھا کہ میری راکھ اڑا دی جاوے اس پر خدا تعالیٰ نے اس کو زندہ کیا یہ راکھ کا اکٹھا کرنا بھی ایک جسمانی زندگی تھی مرنے کے بعد جو زندگی ملتی ہے وہاں تو راکھ کا اکٹھا کرنا نہیں ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ سب کچھ ہوا مگر اپنے گھر تو نہ آیا۔ مولویصاحب نے کہا تھا کہ تسلی کے لئے ایک بات باقی ہے کہ ہم تجھکو لوگوں کے لئے نشان بنا دیں گے میں نے کہا تھا کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ لوگوں کے سمجھے ہوئے کے موافق نشان ہو۔ اور ایسا ہو کہ قبر پھٹ جاوے اور مردہ نکل آوے۔ یہ غلط بات ہے۔

بعض آدمی حجۃ اللہ آیات اللہ

بھی مسلمانوں کی آبادی بڑھ جانیکا ایک سبب پیدا ہوگیا۔ وسط ایشیا کے بعض امرا چنگیز خاں کے دست برد سے بچکر چین کی طرف چلے گئے اور مسلمانان چین آبادی میں اور بھی ترقی ہوگئی اسی زمانہ میں صوبہ کانسو کا فرماں روا جو بدھ مذہب رکھتا تھا مسلمان ہوگیا جس کی وجہ سے اسلام اور بھی قوی ہوگیا

مغلوں کے زمانہ میں مسلمانان چین کی مزید ترقی۔

خانہ جنگیوں اور مختلف صوبوں میں باہمی نفاق پیدا ہو جانے کی وجہ سے مسلمانوں کو خاص وسط چین میں دخل دہاتی کا مزید موقع ہاتھ آیا اور ان کی طاقت میں اور ترقی ہوگئی۔ شاہ چین نے جن مغلئی فوج کے اعلیٰ اعلیٰ افسروں کو چینیوں کے قواعد سکھانے اور کمان کرنے کے لئے منتخب کیا تھا ان افسروں کی خدمات شایستہ پر اظہار قدر دانی کر کے ... کی یادگار تازہ رکھنے کے لئے ضلع ہنان بطور جاگیر عطا فرمایا گیا اس طرح سے مسلمانوں کو ملک میں حد سے زیادہ اقتدار حاصل ہوگیا۔ اور تمام چین پر ان کا اثر بآسانی قائم ہوگیا چینی لوگ بھی ہمیشہ مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی اور موافقت کا برتاؤ کرتے رہے ہیں ان کے مورخ بھی اپنے نئے مہمانوں پر ہمیشہ مہربان رہے ہیں اور ہمیشہ اپنی تصانیف میں اچھے الفاظ سے یاد کرتے رہے ہیں۔ انھوں نے لکھا ہے۔ مسلمان خدای واحد کی پرستش کرنے والے بت پرستی سے نفرت رکھنے والے اور سور اور دیگر ناپاک جانور کا گوشت حرام سمجھنے والے ہیں۔

اسلامی ہمدردی سے اسلامی ترقی

چین میں اسلامی قوت کا ایک اور بھی بڑا سبب ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلمان جو جزورس اور کفایت شعار تھے جب ایک ہفتہ سخت قحط پڑا تو انھوں نے بکمال رحم دلی اور فراخ حوصلگی۔ مفلوک چینیوں کے بچوں کو پناہ دی اور پرورش کیا اس ہمدردی کا لوگوں کے دلوں پر بہت بڑا اثر پڑا اور ہزاروں آدمیوں نے اسلام قبول کرلیا قحط اس شدت کا تھا کہ لوگ اپنی زمینیں اور مکانات چھوڑ چھوڑ کر اُن علاقوں میں چلے گئے جہاں غلہ کی موجودگی سنی جاتی تھی اور وہ لوگ پھر کبھی واپس لوٹ کر نہ آئے اس طرح سے اُن خالی مقامات اور غیر مزروعہ اراضی پر قدرتاً مسلمان آباد اور متصرف ہوگئے حتےٰ کہ ان تمام مختلف ذریعوں سے جنکا اوپر ذکر کیا گیا ہے مسلمانان چین کی آبادی تین کروڑ سے ہوگئی بعض مورخوں نے اس تعداد کو کہیں زیادہ بیان کیا ہے لیکن اس قدر تعداد متواتر بیان کی گئی ہے۔

مسلمانان چین کی وضع

ارکان مذہبی ادا کرنے کے علاوہ اور تمام باتوں میں مسلمانان چین اصلی چینیوں سے مشابہ ہے ان کی مسلمانی درزی کی قینچی یا نائی کے اُسترہ پر اس درجہ پر منحصر نہیں ہے کہ باوجود اہل قبلہ ہونے کے اور تمام ارکان اسلام کی پابندی کی صرف بعض قسم کا کپڑا پہن لینے سے کفر کا فتویٰ لگا دیا جائے اُن کی موچھیں بڑھی ہوئی ہیں اور ننگے سر پھرتے ہیں لیکن مسجدوں میں جانے کے وقت سپید عمامہ رکھ لیتے ہیں اصلی باشندوں کے ساتھ ہر طرح سے جلے رہتے ہیں ان کی پوشاک کو تقریباً تمام معاشرتی حالت اصلی باشندوں سے ملتی جلتی ہے تاہم اپنے فرائض مذہبی کے ادا کرنے میں پورے سرگرم ہیں سرکاری کاموں میں بھی مستعد ہیں گورنمنٹ

فوجی خدمت

ان کی مساعی جمیلہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے چنانچہ مسلمانوں کی بہادری کو مشاہدہ کر کے اسبات کے فرمان شاہی جاری ہوچکے ہیں کہ مسلمان چین کی فوجی خدمت کے لئے بکثرت بھرتی کئے جاویں۔

چینی نامور مسلمان

مسلمان یہاں عرصہ سے عروج کی حالت میں ہیں چنانچہ خان سٹیوک نومسلم صوبہ کا گورنر تھا۔ عبد الرحمن ۱۲۴۴ء میں چین کے شاہی خزانہ کا افسر تھا۔ سید اجل بخاری ۱۲۵۹ء میں خزانہ شاہی کا وزیر تھا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانان چین کو عہدہ ہائے جلیلہ ملتے رہے ہیں مثل اور قوموں کے مسلمان بھی سلطنت کے ایک رکن سمجھے جاتے ہیں مفتوح قوم کی حالت میں نہیں ہیں گو پہلی سلطنتوں کے زور گھٹ جانے کی وجہ سے مسلمانان چین کی حالت درمیان میں کسی قدر پولٹیکل حالات میں گھٹ گئے تھے لیکن اب پھر انتظام سلطنت میں حصہ لینے کا حق حاصل ہوتا جاتا ہے۔

یورپین مورخوں کی رائے

انگلستان کے پروٹسٹنٹ فرقہ کا بشپ جو چین میں منادی کے واسطے گیا تھا اس نے ایک رپورٹ شایع کی ہے جس میں وہ لکھتا ہے کہ مسلمانوں کو چین میں ہر طرح کے حقوق حاصل ہیں وہ نہایت بہبودی سے رہتے ہیں۔ وہ اپنے مذہبی خیالات میں نہایت

پرجوش ہیں۔ نہ پہاڑ اور نہ کسی قسم کے وعدہ یا امیدیں ان کو اپنے مذہب سے ہلا سکتی ہیں۔ وہ ہر ایک معاملہ میں راستی پسند ہیں۔ اور چین کی آئندہ قسمت ایک نہ ایک دن انھیں کے ہاتھ میں ہو گی اور چین کی پوری شان و شوکت انھیں کے ذریعے سے بحال ہو گی پروفیسر فوکیوف بھی قریب قریب یہی حال لکھتا ہے جو بشپ مذکور نے لکھے ہیں اور اس کے بعد وہ لکھتا ہے کہ چین کی یہ قیاس کردہ تبدیلی ضرور ایک نہ ایک دن واقع ہو کر رہے گی اور یہ یورپ کے منصوبوں کے لئے سخت خطرناک ہو گی۔ چینی مسلمان اس بارہ میں از حد سرگرم ہیں کہ جس طرح سے ہو وہ اپنی تعداد کو بڑھاویں ان میں باہمی اتحاد از حد ہے اور کبھی مشکل سے نااتفاقی کی نظیر ان میں مل سکتی ہے کیونکہ قادر مطلق نے قومی حمیت ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ ان میں سے کوئی مشکل سے بیکار نظر آسکتا ہے۔ ان میں صرف یہ عیب ہے کہ عالی نقیلم کی طرف انھیں مطلق توجہ نہیں ہے ورنہ اس کے علاوہ زراعت تجارت فنون جنگ وغیرہ ہر ایک فن سے ان کو مذاق ہے فن جنگ کی باریکیوں کے سیکھنے کے وہ بہت شوقین ہیں صداقت ایمانداری اور وفاداری کا وہ زندہ نمونہ ہیں۔ کون اسمیں شبہ کرسکتا ہے کہ ان صفات سے موصوف قوم جو کثیر التعداد بھی ہو اس ملک کی ایک نہ ایک دن مالک نہ ہو جاوے گی جہاں دوسرے باشندے تباہی اور خواری کے عمیق سمندر میں قادر مطلق کی طرف سے ڈالدئے گئے ہوں اور دنیا کی نگاہوں میں ایسے ذلیل ہو گئے ہوں کہ انکا وجود بھی ملک میں وبال کے موافق ہو زمانہ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے اور تبدیلیاں زمانہ کی آڑ میں پوشیدہ رہتی ہیں زمانہ میں جو انقلاب ہوتے رہتے ہیں۔ وہ اپنے وقت پر پورے ہو کر ہی رہتے ہیں اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ چین میں ضرور انقلاب عظیم واقع ہو گا اور حکومت مسلمانوں کے ہاتھ میں منتقل ہو جاوے گی بُدھ مذہب کے لوگ ہی مسلمانوں سے چنداں مخالفت نہیں کرتے بلکہ وہ اس لئے محبت کرتے ہیں کہ وہ اپنے اصول مذہب کو مسلمانوں کے اصول مذہب سے مختلف نہیں سمجھتے بلکہ وہ بیان کرتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم قدیمی چینی فلاسفر کانفوشس کے موافق ہے اور اگر کہیں اختلاف ہے بھی تو وہ چنداں قابل توجہ نہیں ہے یہ لوگ گورنمنٹ کے نہایت مخلص اور فرماں بردار ہیں اور شاہ ان کو اپنا رفیق سمجھتا ہے۔

مسٹر سیکنزی کا بیان ہے کہ ان مسلمانوں کی ہمیشہ یہی کوشش رہتی ہے کہ جس طرح سے ہو اپنے ہم خیالوں کو بڑھاویں اپنی قدر و منزلت کو ترقی دیویں اپنے مذہبی اصولوں کی آزادانہ اشاعت کریں اپنی مذہبی شوکت کو وسعت دیویں اور اپنے ان خیالات کی تکمیل میں وہ کسی قوم یا مذہب کی پروا نہیں کرتے کیونکہ وہ ان خیالات میں نہایت پختہ ہوتے ہیں۔ پھر وہ لکھتا ہے کہ اسلام ہی چین میں عیسائیت کی ترقی کے لئے بڑی بھاری روک ہے چینی مسلمان اپنی طرز تبلیغ میں ایسا طرز اختیار کرتے ہیں کہ وہ اسلام کا شیدا بنا لیتے ہیں۔ زبان سے کما حقہ واقف ہونے کی وجہ سے وہ عیسائیوں کو اور بھی زک دینے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ اور ہم ان کا مقابلہ کرنے کے بالکل ناقابل ہیں۔ اکثر ایسا واقع ہوتا ہے کہ ہماری طرف سے ایک شخص کو ترغیب و تحریص کی جاتی ہے اور جب قریب ہوتا ہے کہ وہ عیسائی ہو جاوے تو اچانک ہم دیکھتے ہیں کہ اس پر کچھ ایسا افسون کر دیا جاتا ہے کہ وہ مسلمان ہو جاتا ہے اور مسلمانوں کی مسجد میں نماز پڑھتا ہوا دکھائی دیتا ہے اس طرح سے ہم ناکام رہتے ہیں۔ دراصل ان مسلمانوں نے ہمیں بیدست و پا کر دیا ہے اور ہم ان سے مغلوب ہو گئے ہیں + ان تمام حالات پر مجموعی طور پر غور کرنے سے نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ مذہب صرف اسلام ہی ہے جو چین کے تمام مذاہب کو کلی طور پر مغلوب کر کے اس کے ایک ایک انچہ پر قابض ہو جائے گا۔ اور جاہ و جلال کے ساتھ مذہبی حکومت کرے گا فقط

عبد الحفیظ
گلی مسجد تہور خان - دھلی

(کرزن)

سیرۃ مسیح موعود علیہ السلام

حضرت اقدس کی پاک زندگی کے اندرونی بیرونی حالات جنکو حضرت مولانا عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے ارقام فرمایا۔ اس پاک سیرۃ کی ترتیب یوں دی گئی ہے۔ پہلے ان مفاسد زمانہ کو بتلایا ہے جو بالطبع ایک مصلح کی ضرورت کے متعلق متقاضی ہیں پھر حضرت امام کی پاک سیرۃ کو دکھلایا ہے کہ جو مصلح آیا ہے وہ کس اخلاق فاضلہ کا انسان ہے آخر میں یہ بتلایا ہے کہ جس دعوی کے ساتھ وہ آیا ہے اس دعوی کی حیثیت سے اس نے کیا اصلاح کی ہے۔ یہ بے نظیر کتاب مخالفوں پر حجت اور احباب کے لئے دستور العمل ہے۔ قیمت فی جلد بلا محصول ڈاک ۸/ ہے۔ دفتر الحکم سے طلب کرو۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب کے اہتمام سے چھپا۔

کہلاتے ہیں بعض وجود ہی نشان ہوتے ہیں بعض کے مرنے کے بعد نشان قائم رہتے ہیں۔

یہ بیان کرنا ضروری تھا کہ اس اعتراض کا منشا کیا ہے۔ جس راہ کو ہم نے اختیار کیا ہے اس کے خلاف ہے۔ ہمارے مخالفوں کا مسیح کی نسبت تو یہ عقیدہ ہے کہ وہ زندہ ہی آسمان پر گئے اور زندہ ہی واپس آئیں گے۔ عزیر کے قصہ سے اس کو کیا تعلق اور کیا مشابہت ہے؟۔

یہ مشابہت تو تب ہوتی اگر معترض کا یہ مذہب ہوتا کہ مسیح علیہ السلام قبر پھاڑ کر نکلیں گے۔ جب کہ ان کا یہ مذہب ہی نہیں تو پھر تعجب کی بات ہو کہ اس قصہ کو جو قیاس مع الفارق ہے کیوں پیش کرتے ہیں۔

ان کے معتقدات میں تو یہ ہے کہ کوئی اور شخص مسیح کا ہمشکل بنکر پھانسی ملا۔ اور حضرت عیسی علیہ السلام زندہ اسی جسم سمیت اور اسی لباس میں آسمان پر اٹھائے گئے۔ اور پھر یہ بھی تو نہیں بتلاتے کہ وہ آسمان پر بیٹھے کرتے کیا ہیں بہشت میں نجاری کا کام ہی کرتے اور بہشتیوں کے لئے جنت بناتے۔ خیر ہمکو اس سے بحث نہیں ہے مگر جو نقشہ پیش کرتے ہیں اس کو عزیر کے قصہ سے کیا تعلق اور نسبت ہے؟۔

غرض اس سلسلہ میں یعنی مسیح کے قصہ میں عزیر کا قصہ داخل کرنا خلط مبحث ہے۔ ہمارا یہ مذہب ہے کہ عزیر کے قصہ کو مسیح کے آنے نہ آنے سے کچھ تعلق نہیں ہے ہاں اگر رنگ سوال اور ہو تو اور بات ہے یعنی عزیر کیونکر زندہ ہوا؟۔ ہم اس قسم کی حیات کے منکر ہیں اور سارا قرآن اول سے آخر تک منکر ہے۔

اللہ تعالے نے جو تجویز بندوں کے لئے رکھی ہے کہ خدا تعالے اس کے فرشتوں اس کی کتابوں وغیرہ پر ایمان رکھکر خاتمہ بالخیر ہوتا ہے کہ فرشتہ ملک الموت آکر قبض روح کر لیتا ہے اور پھر اور واقعات پیش آتے ہیں۔ منکر نکیر آتے ہیں اعمال آتے ہیں پھر کھڑکی نکالی جاتی ہے۔ پھر قرآن کریم کہتا ہے کہ موتی قیامت ہی کو اٹھیں گے یبعثہ اللہ الموتی معالم میں لکھا ہے کہ رجوع موتی نہیں ہوتا۔

قرآن کریم کے دو حصے ہیں کوئی بات قصہ کے رنگ میں ہوتی ہے اور بعض احکام ہدایت کے رنگ میں ہوتے ہیں بہ حیثیت ہدایت جو پیش کرتا ہے اس کا منشا ہے کہ مان لو۔ جیسے اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرًا لَّكُمْ

اب صوم شترمرغ کی بیٹ کو کہتے ہیں مگر اس کا یہ مطلب نہیں احکام میں صفائی ہوتی ہے جب کہ اسی ہدایت کے سلسلہ میں یہ فرمایا کہ ملک الموت آتا ہے اور پھر حشر ہوتا ہے اور حدیث میں اس کی تائید آئی ہو ایک جگہ فرمایا ہے فیمسک التی قضی علیها الموت یعنی جس نفس پر موت کا حکم دیدیتا ہے اسکو واپس نہیں آنے دیتا دیکھو یہ خدا کا کلام ہے قصہ کے رنگ میں نہیں بلکہ ہدایت کے رنگ میں ہے۔

جو لوگ قصص اور ہدایات میں تمیز نہیں کرتے ان کو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور قرآن کریم میں اختلاف ثابت کرنے کے موجب ہوتے ہیں اور گویا اپنی عملی صورت میں قرآن کریم کو ہاتھ سے دے بیٹھے ہیں کیونکہ قرآن شریف کی نسبت تو خدا تعالے کا ارشاد ہے لوکان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافا كثيرا۔ اور عدم اختلاف اس کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل ٹھیرائی گئی ہے۔ لیکن یہ ناعاقبت اندیش قصص اور ہدایات میں تمیز نہ کرنے کی وجہ سے اختلاف پیدا کر کے اسکو من عند غير الله ٹھیراتے ہیں افسوس ان کی دانش پر!!!

ان لوگوں سے پوچھنا چاہئے کہ مقدم ہدایات ہیں یا قصص؟ اور اگر دونوں میں تناقض پیدا ہو تو مقدم کس کو رکھو گے؟ اللہ تعالے بار بار فرماتا ہے کہ جو مرجاتے ہیں وہ واپس نہیں آتے اور ترمذی میں حدیث موجود ہے کہ ایک صحابی شہید ہوئے انہوں نے عرض کی کہ یا الہی مجھے دنیا میں پھر بھیجو تو خدا تعالے نے جواب یہی دیا قد سبق القول منی حرام علی قریة اهلكناها انهم لا يرجعون

اب قرآن کریم موجود ہے اس کی شرح حدیث شریف میں صاف الفاظ میں موجود ہے اس کے مقابلہ میں ایک خیالی اور فرضی کہانی کی کیا وقعت ہو سکتی ہے؟؟؟

ہم پوچھتے ہیں کہ اس کے بعد کیا چاہتے ہو؟ ہم قرآن اور حدیث پیش کرتے ہیں پھر عقل سلیم اور تجربہ بھی اس کا شاہد ہے ہماری طرف سے خود ساختہ بات ہوتی تو تم قصہ پیش کردیتے۔ مگر یہاں تو ہدایت اور اس کی تائید میں حدیث پیش کی جاتی ہے اس کے بعد

اور کیا چاہئے۔ فماذا بعد الحق الا الضلال۔

قصوں کے حقائق بتانے خدا تعالیٰ کو منظور نہیں ان پر ایمان لاؤ اور ان کی تفاسیر حوالہ بخدا کرو۔

صوم کے لئے تو اعرابی بھی پوچھتے تھے ہر آیت میں خفی ظاہر ہوتا ہے۔

قصوں میں یہ بات ضرور نہیں مثلاً اب یہ ضرور نہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مخالف بت پرستوں کے بتوں کا حلیہ بھی بتایا جاوے۔ اس قسم کے خیالات سو ر ادبی پر مبنی ہوتے ہیں۔ غرض یاد رکھو کہ قصص قرآنی میں بیہودہ چھیڑ چھاڑ درست نہیں ہے۔ انسان پابند ہدایت نہیں ہو سکتا جب تک کہ تصریح نہ ہو۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے ہلاک شدہ کو آسمان کو کیا ہے۔ [illegible] تعالیٰ نے یہ صراحت کی ہے کہ مردے واپس نہیں آتے۔

ہمارے مخالفوں میں اگر دیانت اور خدا ترسی ہو تو عزیر کا قصہ بیان کرتے وقت ضرور ہے کہ وہ ان آیات کو بھی ساتھ رکھیں جن میں لکھا ہے کہ مردے واپس نہیں آتے۔ پھر ہم بطریق تنزل ایک اور جواب دیتے ہیں۔

اسباب کو ہم نے بیان کر دیا ہے اور پھر کہتے ہیں کہ قصوں کے لئے اجمالی ایمان کافی ہے ہدایات میں چونکہ عملی رنگ لانا ضروری ہوتا ہے اس لئے اس کا سمجھنا ضروری ہے ماسوا اس کے یہ جو لکھا ہے کہ سو برس تک مردہ رہے۔ اماتہ کے معنی انامہ بھی آئے ہیں اور قوت حسیہ کے زوال پر بھی موت کا لفظ قرآن کریم میں بولا گیا ہے

بہر حال ہم سونے کے معنے بھی اصحاب کہف کے قصہ کی طرح کر سکتے ہیں اصحاب کہف اور عزیر کے قصہ میں فرق اتنا ہے کہ اصحاب کہف کے قصہ میں ایک کتا ہے اور یہاں گدھا ہے اور نفس کتے اور گدھے دونو سے مشابہت رکھتا ہے۔ خدا نے یہودیوں کو گدھا بنایا ہے اور کتے کو بلعم کے قصہ میں بیان فرمایا ہے معلوم ہوتا ہے کہ نفس پیچھا نہیں چھوڑتا جو بیہوش ہوتا ہے اُس کے ساتھ یا کتا ہوگا یا گدھا۔

غرض دوسرے طریق پر جیسا ہم نے ذکر کیا ہے اماتہ کے معنے انامہ کرتے ہیں اور ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ سو برس چھوڑ کر کوئی دو لاکھ برس تک سویا رہے ہماری بحث یہ ہے کہ روح ملک الموت لے جاوے پھر واپس دنیا میں نہیں آتی سونے میں بھی قبض روح تو ہوتا ہے مگر اس کو ملک الموت نہیں لے جاتا۔

اور عرصہ دراز تک سو کر رہنا ایک ایسا امر ہے کہ اس پر کسی قسم کا اعتراض نہیں ہو سکتا ہندوؤں کی کتابوں میں دم سادھنے (حبس دم کرنے) کی ترکیبیں لکھی ہوئی ہیں اور جوگ ابھیاس کرنے والوں میں دم سادھنا بھی ہے۔ ابھی تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ اخبارات میں لکھا تھا کہ ریل کی سڑک طیار ہو رہی تھی تو ایک سادھو کی کٹیا نکلی۔ ایسا ہی اخبارات میں ایک لڑکے کی بیس سال تک سوئے رہنے کی خبر گشت کر رہی تھی۔ غرض یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے کہ ایک آدمی سو سال تک سویا رہے پھر یہ لفظ

لم یتسنہ قابل غور ہے اور موجودہ زمانہ کے تجربہ پر لحاظ کرنے کے بعد لم یتسنہ کی حقیقت سمجھ لینا کچھ بھی مشکل نہیں ہے ایک ثقہ آدمی لکھتا ہے کہ میں نے گوشت کھایا ہے جو میری پیدائش سے ۳۰ برس پہلے کا پکا ہوا تھا۔ ہوا نکال کر بند کر لیا گیا تھا۔

اب ولایت یورپ اور امریکہ سے ہر روز ہزاروں لاکھوں بوتلوں میں لم یتسنہ کھانے پکے پکائے چلے آتے ہیں لم یتسنہ کا اثر تو ہندوؤں کے جوگ پر پڑتا ہے اور آج کل کے علمی بلند پروازیوں کی حقیقت کھولتا ہے۔ کہ قرآن کریم میں پہلے سے درج ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ جیسے ہوا کے ایک خاص اثر سے کھانا مرجاتا ہے اسی طرح انسان پر بھی اُس کا اثر ہوتا ہے۔ اب اگر خاص ترکیب سے کھانے کو اُس ہوا کے اثر سے محفوظ [illegible] رکھا جاتا ہے، تو اس میں تعجب کی کون سی بات ہے۔

ممکن ہے کہ آئندہ کسی زمانہ میں یہ حقیقت بھی کھل جائے کہ انسان پر کھانے کی طرح عمل ہو سکتا ہے یہ علوم ہیں ان کے سیکھنے کوئی حرج لازم نہیں آتا۔

آج کل کی تحقیقات اور علمی تجربوں نے ایسے موزے بنا دیئے ہیں کہ انسان انکو پہنکر دریا پر چل سکتا ہے اور ایسے کوٹ ایجاد ہو گئے ہیں کہ آگ یا بندوق کی گولی ان پر اپنا اثر نہیں کر سکتی اسی طرح سے لم یتسنہ کی حقیقت جو قرآن کریم کے اندر مرکوز ہے علمی طور پر بھی ثابت ہو جاوے تو کیا تعجب ہے؟ ہوا کا اثر کھانے کو تباہ کرتا ہے اور انسان کے لئے بھی ہوا کا بڑا تعلق ہے ہوا کے دو حصے ہیں ایک قسم کی ہوا

اندر جاتی ہے تو اندر تازگی پیدا
ہوتی ہے دوسری دم کے ساتھ
باہر آتی ہے جو جلی ہوئی متعفن
ہوا ہوتی ہے۔ غرض اگر لم یتسنہ
والی بات نکل آوے تو ہمارا تو
کچھ بھی حرج نہیں بلکہ جس قدر
علوم طبعی پھیلتے جاتے ہیں اور
پھیلیں گے اُسی قدر قرآن کریم
کی عظمت اور خوبی ظاہر ہوگی۔

ہم تو آئے دن دیکھتے
ہیں کہ ولایت کے پکے ہوئے
شوربے اور گوشت ہندوستان
میں آتے ہیں اور بگڑتے نہیں
ولایتی ادویات ہزاروں میل سے
آتی ہیں اور مہینوں برسوں پڑی
رہتی ہیں خراب نہیں ہوتی ہیں۔
مجھے ایک شخص نے بتلایا کہ اگر
انڈے کو سرسوں کے تیل میں رکھ
چھوڑیں تو نہیں بگڑتا۔

اس طرح پر ممکن ہے کہ انسان
کے شباب اور طاقتوں پر بھی
اثر پڑے [illegible] بعض سلاطین نے
بھی دم سادھنے کی کوشش کی ہے
خود میرے پاس ایک شخص آیا
اور اُس نے کہا کہ میں دن میں
دو بار سانس لیتا ہوں یہ عملی شہادت
ہے کہ ہوا کو سڑنے میں دخل
ہے۔ اس قسم کی ہوا سے جب
بچایا جاوے تو انسان کی عمر
بڑھ جاوے تو حرج کیا ہے۔ اور عمر
کا بڑھنا مان لیں تو کیا حرج ہے۔

قاعدہ کی بات ہے کہ
جسقدر حکمتیں ایجاد ہوتی ہیں یا تو
طبعی طور پر خدا نے قاعدہ رکھا
ہوا ہے یا عناصر کے نظام میں بات
رکھی ہوتی ہے کوئی محقق دیکھ کر
بات نکال لیتا ہے۔ ہم کو اس پر
کوئی بحث نہیں ہے۔

ہمارا تو مذہب یہ ہے
کہ علوم طبعی جس قدر ترقی کرینگے
اور عملی رنگ اختیار کریں گے قرآن
کریم کی عظمت دنیا میں قائم ہوگی۔

حکیم الامۃ کے الفاظ

ایمان بالرسالت کی حقیقت سے لوگ
آشنا نہیں ہوتے۔ اصل بات یہ
ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے
کہ جو آدمی رسول اللہ کی باتیں
نہیں مانتا تو پھر اُس آدمی اور
اور اُس کے دل کے درمیان
ایک روک ڈالدیتا ہے ان
اللہ یحول بین المرء وقلبہ
جو انسان خود غفلت کرتا ہے اُس
سے توفیق چھین لی جاتی ہے۔
زندگی پر مت اتراؤ دیکھو سبز
شاخیں بھی بعض اوقات کٹ
جاتی ہیں یہی قانون الٰہی ہے
جس کی تہ میں باریک در باریک
اسباب ہوتے ہیں پس غفلت
اختیار نہ کرو۔ نیک بنو۔
ایسا نہ ہو کہ ظالموں میں پکڑے
جاؤ۔ مامور من اللہ امام کی
اطاعت ضروری چیز ہے
استجیبوا للہ وللرسول
(اللہ اور اُس کے رسول کی مانو)
پر عمل کرو۔ تاکہ تم اس لعنت
سے بچ جاؤ جو مرد اور اُس کے
دل کے درمیان روک پیدا
ہونے سے ہوتی ہے۔

انما اموالکم واولادکم فتنۃ

تمہارے اموال اور اور اولاد
کندن بنانے کا ایک ذریعہ ہیں۔
بہت تھوڑے لوگ ہیں جو
مال اور اولاد سے فائدہ اُٹھاتے
ہیں اور وہ اخلاق فاضلہ حاصل
کرتے ہیں جو اُن کے ذریعہ حاصل
ہو سکتے ہیں۔

خیالی ایمان صرف ایک خیالی
پلاؤ ہے جب تک کہ وہ عمل کی
کسوٹی پر پرکھا نہ جاوے۔
مال اور اولاد اللہ تعالیٰ کے
بے بہا فضل ہیں جو اور ہزاروں
نیکیوں کا موجب ہوتے ہیں خدا
کی راہ میں مال خرچ کرنے سے
اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور
مخلوق کی بہتری کے علاوہ خود
انسان میں سخاوت اور شجاعت
اور پھر انشراح صدر کی قوت
پیدا ہوتی ہے اولاد کی وجہ
سے انسان میں چھوٹوں سے
محبت و پیار۔ برداشت۔ استقلال
محنت ایک دوسرے کی مدد
ہمدردی کا مادہ پیدا ہوتا ہے
پس وہ لوگ جنکو خدا نے یہ
نعمتیں دی ہیں اور وہ ان سے
فائدہ نہیں اُٹھاتے سخت
بدقسمت اور محروم ہیں۔ خدا تم
اُن پر رحم کرے۔

کیا خوش قسمت [illegible] انسان ہے
جنکو اللہ تعالیٰ کے انعام یاد ہیں
اور وہ اُس کے فضل کو یاد کرتا
رہتا ہے کیونکہ اس سے خدا
تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہے

انسان اگر اپنے دل میں خیال رکھے
کہ خدا میرے ساتھ ہے چلتے
پھرتے پورا خیال رکھے کہ خدا مجھے
دیکھتا ہے۔ تو چونکہ یہ امر انسان کی
فطرۃ میں ہے کہ بڑے کے سامنے
بدی نہیں کرتا۔ پھر محسن مقتدر خدا
کے سامنے کیونکر کرسکتا ہے؟
پس اللہ پر ایمان لانا بدی سے بچاتا ہے
اللہ حاکم ہے مربی ہے نیکیوں
اور نیکوں کو پیار کرتا ہے بدی اور
بدوں سے کچھ تعلق نہیں رکھتا
یہ ساری باتیں ایمان میں داخل
ہوں تو بدیوں سے بچ جاوے
بدیوں کے بچنے کے
واسطے ایمان بالآخرۃ بھی ایک
مجرب نسخہ ہے اگر انسان یہ

کہ میرے ہر فعل کا نتیجہ ضرور ہی نیکی کا بدلہ نیک ملیگا اور بدی کا بدلا بد۔ تو ضرور بدیوں سے بچتا رہیگا۔

حسن انجام کی کلید

یہ حضرت مولانا عبد الکریم صاحب کے ایک خطبہ کا خلاصہ ہے
(ایڈیٹر)

یاایہا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون

مومنو اللہ سے ڈرو جیسا ڈرنے کا حق ہے اور مرو تو مسلمان ہونیکی حالت میں مرو۔

ہر ایک آدمی کے دل میں یہ تڑپ لگی ہوئی ہے کہ انجام اچھا ہو۔ حقیقت میں بڑا ہی بدقسمت اور سیاہ بخت ہے وہ انسان جس کا انجام برا ہو۔ اگر زندگی کا ابتدائی حصہ آرام دیپن سے گذرے مگر آخری دن تلخی و سختی کے دن ہوں تو وہ سارا آرام و آسایش کرکرا ہو جاتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ یونہی انسان مصیبت کی ایک گھڑی بھی برداشت نہیں کر سکتا مگر بڑھاپے کی مصیبت و تلخی بہت ہی سخت اور ناگوار ہوتی ہے اس سے انسان سیکھ سکتا ہے کہ جس حال میں وہ اس دنیا کی تلخکامی اور نامرادی کی تکلیف جو بہت جلد ختم ہو جاتی ہے اور مصیبت کی گھڑیاں صبح سے شام اور شام سے صبح ہی ہوتے ہوتے گذر جاتی ہیں برداشت نہیں کر سکتا تو پھر خیال کرو کہ وہ دنیا جو مرنے کے بعد آنے والی ہے جہاں زندہ ہو کر پھر نہ مرنا ہوگا اگر وہاں دکھ اور تلخکامی ہو تو اس کی میعاد کیسی لمبی اور دراز ہے تصور سے ہی روح کانپ جاتی ہے اور بدن پر لرزہ پڑ جاتا ہے۔

ہم اس دنیا میں دیکھتے ہیں کہ کسی شخص کو کوئی دکھ یا تلخکامی پیش آتی ہے جسکو وہ برداشت نہیں کر سکتا تو جھٹ خودکشی کر لیتا ہے مگر وہاں تو موت آتی ہی کی نہیں۔ پھر کیسی غفلت اور نادانی ہے کہ انسان اس انجام کا کچھ بھی فکر نہ کرے؟ اکثروں کو فکر کرتے سنا ہے تو صرف اس قدر کہ گور و کفن کے لئے کچھ جمع ہو جاوے یا کوئی اولاد باقی رہے جو اس منزل کا سامان کرے گویا اس دنیا کے انجام کی بہتری کے واسطے سارا انحصار مال دولت اور اولاد کو قرار دے لیا ہے۔ مگر میں پوچھتا ہوں کہ اگر سول لگا ہوا ہو اور پیٹ میں درد ہو تو بیٹے بیٹیاں یہاں تک کہ وفادار بیوی اور محبت کرنے والی ماں بھی موجود ہو تو وہ اس دکھ سے کیونکر نجات دے سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ خدا تعالیٰ کے عذاب پر اگر ساری دنیا ایک طرف ہو جاوے پھر بھی کوئی دور نہیں کر سکتا۔ اور خدا تعالیٰ کی گرفت بہت سخت اور شدید ہے ان بطش ربک لشدید

غرض جب کہ یہ بات مسلم ہے کہ خدا تعالیٰ کی گرفت بہت سخت ہے اور دنیا کا مال و منال اور اولاد و احفاد اس میں کچھ کام نہیں دے سکتے تو اب غور طلب امر یہ ہے کہ کیا خدا تعالیٰ نے کوئی علاج اس تلخکامی سے بچنے کے واسطے رکھا ہے؟ بیشک! اور وہ علاج یہ ہے جو اس آیت میں درج ہے یاایہا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صلاح انجام کی ایک کلید بتائی ہے اور وہ یہ ہے مومنو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو جو ڈرنے کا حق ہے اور یہ طرز زندگی اگر اختیار کروگے تو تم مسلمان مروگے۔

بڑی ضرورت اس امر کی ہے کہ انجام اسلام پر ہو۔ موت کے بستر پر لا الہ الا اللہ زبان اور روح کی باہم موافقت سے نکلے۔ چونکہ یہ معلوم نہیں کہ موت کس وقت آجاوے اور ابدی سکھ اور راحت کے لئے ضرور ہے کہ انسان مسلمان ہو کر مرے پس اس سے نتیجہ یہ نکلا کہ ہر وقت مسلمان رہے تا کہ جب موت آوے تو یہ مسلمان ہی مرے۔

دوستو! ایمان بڑی دولت ہے۔ اور خدائے واحد میں لذت ہی ایک غیر فانی لذت ہے۔ اس کو حاصل کرو کہ انسان کی روح کا تقاضا یہی لذت حاصل کرنا ہے اس دولت کو اس سے زیادہ محفوظ کرنے کی فکر کرو جو دھات کے ٹکڑوں اور سکوں کے لیے کرتے ہو۔

اس کی حفاظت کی راہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی بتلا دی ہے کہ تقویٰ کرو۔ اللہ سے ڈرو۔ جو بے حیا خدا سے نہیں ڈرتا یاد رکھو وہ آج بھی نہیں کل بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات سے حیا نہ کرنا بہت برا نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ دیکھو جو عورتیں بازار میں جا بیٹھتی ہیں اور بڑی بیحیائی کے ساتھ چند پیسوں پر اپنی آبرو فروشی کرتی ہیں کیا وہ پہلے ہی دن ایسی ہو گئی تھیں؟ نہیں بلکہ رفتہ رفتہ نور ایمان اور حیا جاتا رہا پہلے حیائی سے تاکا۔ اور اس نگاہ کی لعنت نے یہاں تک نوبت پہنچا دی اسی طرح پر ہر فاسق فاجر اپنے فسق و فجور کے انتہا پر رفتہ رفتہ

پہونچتا ہے۔ غرض اگر چاہتے ہو کہ نور ایمان بچ رہے اور سینہ اور قبر میں نور لے جاؤ۔ تو اللہ تعالےٰ سے ڈرو۔ اللہ تعالےٰ کا خوف کیا ہے؟ اُس کے احکام کو مانو۔ اور جن باتوں سے منع کیا ہے اُن سے بچو۔ اپنے ہر فعل و حرکت میں حکیم کتاب قرآن کریم کا حکم لے لو۔ اور اُس کا فیصلہ دیکھو۔ قرآن کیا ہے؟ ہر قسم کی بدکاریوں اور شیطانی حرکات سے بچنے کے لئے ایک مضبوط قلعہ ہے۔ اگر اسکو اپنی سپر بنا لوگے تو دشمنوں سے محفوظ رہوگے۔

بالآخر میں پھر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ چونکہ ہر شخص فطرتاً اپنے انجام کی بھلائی چاہتا ہے اس لئے اس خواہش کو پورا کرنے کے واسطے ایک ہی راہ ہے کہ

لا تموتن الا وانتم مسلمون

یہ وہ نسخہ ہے جو ابو الملۃ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے الہام پاکر اپنی اولاد کو سکھایا۔ اس مرتبہ حصول کے لئے کہ انسان مسلمان ہوکر مرے صرف ایک ہی راہ ہے کہ انسان اللہ تعالےٰ سے ڈرے۔ پس میرے عزیزو! اس راہ کو اختیار کرو کہ یہ روشن اور مبارک راہ ہے

خدا کرے کہ ہم سب اس راہ کو اختیار کریں اور ہمارا انجام اسلام پر ہو
آمین

عام معاملات پر ہماری ریمارکس

مسلمان اور صنعتی تعلیم

گذشتہ اشاعت میں جو نوٹ اس عنوان سے ہم نے لکھا ہے اُسکو پڑھکر ہمارے ایک محسن و مخدوم عاشق قرآن کریم نے فرمایا کہ

کہ مسلمان اگر اپنی ساری
توجہ قرآن کریم کی تعلیم
اور اُسکو دستور العمل
بنانے میں صرف کریں
تو وہ ہر طرح سے ترقی
کے اعلیٰ مدارج پر یقیناً
پہونچ جاویں۔۔

ان الفاظ کو آب زر سے لکھنا یا موتیوں میں تولنا ان کی قدر و منزلت کو اس قدر نہیں بڑھا سکتا جس قدر اس پر عمل کرنے سے انکا شرف ثابت ہوتا ہے۔

بہرحال ہمارا منشا اس سے اسی قدر نہیں کہ ہم مسلمانوں کی معراج اسی میں سمجھتے ہیں کہ نجاروں اور معماروں کی جماعتیں دیکھیں ہم مسلمانوں کو اس سے بہت بلند اور عظیم الشان مدارج پر دیکھنا چاہتے ہیں لیکن موجودہ زمانہ میں جب کہ وہ فقر مذلت و نکبت میں ہر حیثیت سے جا گرے ہیں اور تقویٰ اسکے نہ ہونے کی وجہ سے اُن کے لئے مخرج نظر نہیں آتا۔ وہ کم از کم اتنا تو کریں کہ جہاں اور اسباب مثلاً انگریزی تعلیم اور ملازمت وغیرہ کو ضروری سمجھتے ہیں اسپر وہ صنعت و حرفت کو ترقی دینے میں کوشش کریں تاکہ بر عایت اسباب اُنکو معاش حلال کی ایک وجہ ہاتھ آوے۔ اور یوں وہ اپنی دنیوی حالت کی اصلاح کرسکیں۔

سرحد پر جہاد کی غلط فہمی دور کرنے کا علاج

سرحد کے جہلا کے سر میں [illegible] اور جہاد کا خیال سمایا ہوا ہے۔ اور اس بھوت کے اتارنے کے لئے مختلف افسون پڑھے جاتے ہیں مگر ہماری رائے میں سرحدی جہادی مخبوطوں کے اس بیہودہ خیال کے محرک دراصل پادری لوگ ہیں کیونکہ پادری لوگ اس قسم کے رسالے اور کتابیں شائع کرتے ہیں جنمیں اسلام پر اعتراض کرتے ہوئے یہ بھی کہدیتے ہیں کہ اسلام تلوار کے ذریعہ پھیلایا گیا ہے اور اسلام نے بہشت کو تلوار کے نیچے بتلایا ہے اس قسم کے اعتراض جب جاہلوں کے سامنے کئے جاتے ہیں تو اُن کے حواس بجا نہیں رہتے اور وہ بے گناہ انگریزوں کے قتل سے اپنے ہاتھ رنگتے ہیں۔

جہاد بالسیف کی حرمت

سب سے پہلے حضرت اقدس مرزا **غلام احمد** صاحب مسیح موعود علیہ السلام نے ظاہر کی ہے اور اپنی بیسیوں کتابوں اشتہاروں رسالوں اور تقریروں میں اس مضمون کو بیان فرمایا ہے مگر پورے طور پر اس مسئلہ کی اشاعت جو موثر اور نتیجہ خیز ہو دو طرح پر ہو سکتی ہے۔ اول یہ کہ پادریوں کو منع کر دیا جاوے کہ وہ اس قسم کی کتابیں اور رسالے شائع نہ کریں جن میں جہاد کا ذکر ہو۔ دوم علماء اسلام سے اس قسم کا فتویٰ لے کر شائع کیا جائے۔ کہ مسیح موعود یا امام مہدی کے متعلق انکا ہرگز یہ مذہب نہیں ہے کہ وہ تیر و سنان سے جنگ کرے گا۔

سالبسری۔ پادری اور پاینیر

لارڈ سالبسری نے پادریوں کو جو تنبیہ کی ہے اُس سے ہمارے ناظرین ناآشنا

نہیں ہیں اُس پر پایونیر نے ریمارک کرتے ہوئے لکھا ہی کہ عیسائی مشنریوں کا اس قدر قصور نہیں ہے جس قدر ان لوگوں کا ہے جو انھیں بے شمار دولت مدد کے لئے دیکر بھیجتے ہیں۔ لارڈ سالسبری نے اپنی تقریر کے دوران میں یہ بھی کہا ہی کہ وہ ہزار کوشش کریں کبھی بھی مسلمانوں کو کم از کم عیسائی نہیں بنا سکیں گے۔ پایونیر کہتا ہے کہ مسلمان تو درکنار ہندوؤں کو بھی نہیں۔ اور اس پر سوال کرتا ہے کہ جب ایسی حالت ہی توکیوں اسقدر طاقت ایک ایسے خیال پر خرچ کی جاتی ہے جس کی کامیابی مشکوک ہے؟ پایونیر کا یہ سوال بہت معقول اور قابل لحاظ ہے حقیقت میں مشنریوں کا طرز عمل اب اس ضرورت کو پکار کر کہہ رہا ہی کہ بزعم خود مہذب دنیا اس سوال پر جو پایونیر نے اُٹھایا ہے غور کرے اور اس کے ساتھ ہی اون بے شمار جانوں کے ضائع ہونے کو بھی مدنظر رکھ لیا جائے جو ارتینا۔ چین کی شورشوں میں ضائع ہوئی ہیں اور ہورہی ہیں پادریوں نے دوسرے مذاہب پر ناپاک اعتراض کرنیکا جو طریق اختیار کر رکھا ہے اس نے ایک عام نفرت اور بیدلی کا خیال پھیلا دیا ہے۔ پایونیر کے لائق اور بارسوخ ایڈیٹر نے اگر اس مسئلہ کی طرف پوری توجہ کی تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ انگلستان اور امریکہ میں یہ سوال قابل بحث ٹھہرایا جاوے۔

کسر صلیب کو سلطنت سے کیا واسطہ ہم بدقسمتی اور

غلط فہمی سے مسلمانوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ آنیوالا مسیح موعود جب آئے گا تو وہ جنگ کرے گا اور یہ خیال خام اُن کو مسیح موعود والی بشارت کے لفظ یکسر الصلیب سے پیدا ہوا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بیہودہ خیال کی حقیقت کو پورے طور پر کھولکر دکھا دیا ہے۔ اور حرمت جہاد کا فتوی شائع کرکے ثابت کردیا ہے کہ مسیح موعود کا کام جنگ سے روکنا ہے اور لڑائیوں کو اُٹھا دینا ہے۔ ہم اس مسئلہ پر ایک اور رنگ سے روشنی ڈالنا چاہتے ہیں اور اپنی رائے کے خود ذمہ دار ہیں۔

یکسر الصلیب مسیح کی ایک خدمت ہے یا یہ کہو کہ وہ کام جس کے لئے وہ مامور ہوگا کسر صلیب ہی ہے۔

ہم دنیا کی سلطنتوں اور قوموں کو ان کے خاص نشان سے شناخت کرسکتے ہیں مثلاً جہاں ہلال کی شکل ہوگی ہم اُس کو سلطنت ٹرکی کا نشان قرار دیں گے اسی طرح پر کسی سلطنت کا قومی پرچم عقاب ہے کسی کا کوئی اور۔ اب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کا کام یا نشان کسر صلیب بتلایا ہی ہمکو صرف یہ دیکھنا ہے کہ صلیب کس کا نشان ہے۔ جہاں تک ہمارا علم ہماری رہبری کرتا ہے صلیب فی نفسہ کسی سلطنت کا نشان نہیں ہے بلکہ عیسائی مذہب کا نشان صلیب ہے۔ اس لئے کسر صلیب صاف مراد عیسائیت کی شکست ہے نہ کچھ اور۔

ہماری گورنمنٹ برطانیہ کا قومی نشان یونین جیک کہلاتا ہے جس پر کہیں بھی صلیب کا نشان نہیں بلکہ اُس پر وہی شیروں کی دو تصویریں ہیں اب اگر ہم میں ذرا بھی سلامت روی اور انصاف ہو تو اس نتیجہ پر پہونچنا کچھ بھی مشکل نہیں ہی کہ بے شک مسیح موعود کو سلطنت سے کچھ کام ہی نہیں اُس کا کام صرف عیسائیت کا ابطال ہے کیونکہ حدیث کے الفاظ میں کسر صلیب اُس کا کام بتلا دیا گیا ہے اب ہم نادان مخالفوں سے پوچھتے ہیں جو مسیح موعود کا صرف اس لئے انکار کرتے ہیں کہ وہ جنگ اور جہاد کو حرام ٹھیراتا ہے کہ کیا وہی سچ نہیں جو مسیح موعود نے اپنے منصب کی حیثیت سے فرمایا کہ میں عیسویت کے ابطال کے لئے آیا ہوں۔

دارالامان کا ہفتہ

۱- اللہ تعالے کے فضل واحسان سے بارش خوب ہوئی۔ فصل خریف کی کاشت ہورہی ہے الحمدللہ علی احسانہ۔

۲- حضرت اقدس علیہ السلام مع اہل بیت وجمیع خدام بفضلہ تعالے بخیریت ہیں اور پورے جوش استقلال کے ساتھ اعدای ملت پر اتمام حجت کررہے ہیں

۳- دارالامان میں آکر فیض اُٹھانے والے مسافروں کا سلسلہ اپنے زور پر ہے۔ اللہم زد فزد مشہور ومعروف آنے والے مہمان واصحاب خواجہ کمال الدین صاحب بی اے پلیڈر شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس۔ مولوی حکیم شاہ نواز صاحب راولپنڈی۔ مولوی سید سرور شاہ صاحب وغیرہم ہیں۔

۴- مولانا سید محمد احسن صاحب

امروہی کے اشتہار مناظرہ کا جواب پیر مہر علیشاہ صاحب کی طرف سے ابھی تک کچھ وصول نہیں ہوا۔

۵- حضرت اقدس نے اتمام حجت اور عام علماء اسلام کی علمی تیلیغی کی حقیقت نمائی کے لئے عموماً اور پیر مہر علیشاہ صاحب گولڑی کے صوفی پن اور علمیت کے اظہار کے لئے خصوصاً باعلام الٰہی تفسیر القرآن لکھنے میں مقابلہ کرنے کی دعوت کا اعلام کر دیا ہے۔

۶- عبد الحق غزنوی کے اشتہار کی حقیقت کھولنے کے لئے حضرت اقدس نے تحفہ غزنویہ نام ایک رسالہ چھاپنا شروع فرمایا اور کل قوموں پر اتمام حجت کے لئے **اربعین** کے عنوان سے چالیس متواتر اشتہاروں کے شائع کرنے کا ارادہ فرمایا کر اربعین کا نمبر اول اگلی اشاعت میں ہم درج کریں گے۔ **جہاد** کا ضمیمہ اردو میں اور رسالہ **جہاد** انگریزی میں شائع ہو گیا۔

اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آجکل حضرت اقدس کس قوت اور جوش اور استقلال کے ساتھ اپنے فرض منصبی کی تکمیل میں مصروف ہیں آپ کا اس قدر جوش ہی ایک سلیم الفطرت انسان کے واسطے سچائی کی دلیل ہو سکتا ہے۔

۷- پیر مہر علیشاہ صاحب گولڑی کی کتاب شمس الہدایہ کا جواب جو مولانا سید محمد احسن صاحب امروہی نے لکھا ہے عنقریب طبع ہونا شروع ہو گا۔ اور امید کی جاتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ آخر اگست یا شروع ستمبر ۱۹۰۰ء تک شائع ہو جاوے گا اور گولڑی جرگہ کی تیلیغی گرگری کر دے گا۔

۸- برسات کے ساتھ ہی ہمارے مخالفوں کے زخم دل آلے ہو گئے اور گالیوں سے بھرے ہوئے ناپاک اشتہار شائع کرنے لگے۔ امرتسری عطاروں وغیرہ میں گالیاں دینے کا مرض بری طرح پھیلا ہے۔ میاں جعفر زٹلی نے بھی علماء کا ایک گروہ طیار کر لیا ہے اور اس کے طیار کردہ علما کو لاہوری جماعت خادمان مسیح موعود نے چیلنج دیدیا ہے۔ ہم کسی اگلے اشاعت میں مخالفوں کے اشتہاروں پر ایک ریویو لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

مراسلت

مندرجہ ذیل مضمون بھیجکر خواہش کی گئی ہے کہ ہم اسکو درج اخبار کر دیں۔
(ایڈیٹر)

ایک حسرتناک وفات

پھول تو کچھ دن بہار زندگی دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

افسوس ہزار افسوس

کہ حضرت اقدس کے گلستان کا ایک نوباوہ اغنی نہایت ہونہار نوجوان محمد فضل کریم نور دیدہ میاں محمد اسلام احمد صاحب بھیروی اس جہان فانی سے راہگرائے عالم جاودانی ہوا ابھی بیس سال کی عمر تھی سبزہ نہ اُگا تھا کہ موت کی قدالہ باری نے کھیت کو فنا کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عزیز مرحوم نہایت صالح اور تعلیم یافتہ برسر روزگار تھا اس تھوڑی سی عمر میں اُس نے وہ لیاقت حاصل کر لی تھی کہ اپنے ہم سنوں میں امتیاز حاصل کر لیا تھا۔ ملٹری ورکس کوہ مری میں معزز عہدہ پر ممتاز تھا اُسکی وفات سے جن لوگوں نے اُسکو صرف دیکھا تھا وہ بھی آبدیدہ ہوئے سے

غریباں را دل از بہر تو خون ست
دل خویشاں نمیدانم کہ چوں ست

اُس کی وفات کی عجیب حکایت ہے ۲۷ صفر ۱۳۱۸ھ کو تمام خویش اور اقربا کو اپنے پاس بلایا مرض تپ سے چند ماہ بیمار رہا مگر یہ نہ معلوم تھا کہ ابھی فوت ہونے لگا ہے سب کو کہنے لگا کہ لو میں اب گھر جاتا ہوں سب نے کہا کہ کس گھر کو جاتا ہے کہنے لگا کہ اصلی وطن کو چلنے لگا ہوں۔ اپنے باپ اسلام احمد صاحب کو کہا کہ لو خدا حافظ پھر شش کلمہ اور صفت ایمان مفصل و مجمل پڑھتا رہا پھر لیٹ گیا اور آخری الفاظ جو اسکی زبان سے نکلے یہ تھے۔ کہ حضرت اقدس مسیح الزمان امام برحق ہیں خداوند تعالیٰ اُن کے مخالفوں کو ہدایت نصیب کرے یہ کہنا ہی تھا کہ مرغ روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا خداوند تعالیٰ اس کو جنت اعلیٰ میں مقام نصیب فرماوے

قطعہ تاریخ مورخ کامل مولانا ابو عبد القادر حسین بھیروی نے عطا فرمایا ہے وہ یہ ہے

قطعہ تاریخ

گیا ہے کوچ جہاں کرکے ہائے فضل کریم
ہماری آنکھ ہو گریاں برائے فضل کریم
جدا ہوا ہی ہمیشہ کے واسطے ہم سے
گیا ہے ایسا کہ پھر نہ آئے فضل کریم
سحاب قبر میں پوشیدہ ہو گیا وہ چاند
ہماری آنکھ کبھی پھر ہی پائے فضل کریم
بجائے اشک نہ کیوں چشم سیل خون برسائے
ہمارے ہاتھ سے افسوس جائے فضل کریم
ہمارے پاس تو وہ چار دن کا تھا مہمان
گیا ہے چھوڑ کے مہماں سرائے فضل کریم
گیا ہے چھوڑ پدر کو وہ ایسا لائق پوت
اُڑا ہے باپ کے سر سے ہمائے فضل کریم
بھلا نہ کیوں رہے دیوانہ وار سرگرداں
جو اپنے ہاتھ سے ایسا گنوائے فضل کریم
بھلا نہ کیوں رہے دیوانہ وار سرگرداں
جو اپنے ہاتھ سے ایسا گنوائے فضل کریم
دم اخیر یہ بولا شہادت ایماں
ہوا ہے نیک و بخیر انتہائے فضل کریم

مسلمانان چین

چینی مسلمانوں کے حالات کس طرح دریافت ہوئے۔ مسلمان مورخوں نے چین کے مسلمانوں کے حالات سے بہت کم دلچسپی رکھی ہے لیکن زمانہ حال کے یورپی تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ کے مسلمان بھی اسلامی دنیا میں بڑی وقعت کے قابل ہیں اور وہ ہرگز اس قابل نہیں کہ ان کے حالات سے بے پروائی کی جاوے۔ ان کے مفصل حالات زیادہ تر روسی اور فرانسیسی مورخوں نے لکھے ہیں۔ پروفیسر دیا سلوف اور پروفیسر بلیف نے روسی زبان میں اور تھاڑ سینٹ صاحب نے جرمنی زبان میں اور مسٹر مکنتری صاحب نے مزیج میں علحدہ علحدہ حالات لکھے ہیں ان صاحبان کو چین میں اسلام کی روز افزوں ترقی اور اہل چین کی خاص میلان بجانب اسلام نے سخت اندیشہ ناک کر دیا ہے ان صاحبان کے ذاتی خیالات ظاہر کرنے سے پہلے ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ اسلام چین میں کس طرح سے پہونچا۔

چین میں اسلام کی ابتدا

مقامی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ عرب کے شمالی اور جنوبی حصہ یعنی شام اور یمن کے باشندے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت تک لنکا کی راہ سے ساحل چین تک تجارت کے واسطے آمد ورفت رکھتے تھے انھیں تجاروں میں سے وہاب ابو کبشہ شاہ چین کے پاس سنہ [illegible] مطابق [illegible] میں بھیجے گئے تھے ان کا چین میں آنا غالباً تاجرانہ حیثیت سے تھا اور اسی ضمن میں دعوت اسلام کا خط بھی بھیجا گیا تھا یہ سب سے پہلے صوبہ کنتن میں پہونچے جہاں ان کی بڑی عزت کی گئی۔ انھیں ذریعہ سے عرب تجار کو تمام علاقہ چین میں سکونت رکھنے۔ تعمیر مسجد اور اعلان دین کی اجازت ملگئی اور رفتہ رفتہ عنایت شاہی کور واذے انکے کھلتے گئے۔ اور پیروان یدہ مذہب میں اسلام کی ترقی کو قوت ملتی گئی۔ ابو کبشہ جب [illegible] میں مدینہ واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی تھی اور حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت کا زمانہ تھا۔ ابو بکر کا جمع کیا ہوا قرآن لے کر ابو کبشہ پھر دوبارہ چین کی طرف روانہ ہوئے اور اپنی تمام عمر تبلیغ میں مصروف رہکر وہیں فوت ہو گئے۔ کنتن میں انکا مزار اور ان کی بنوائی ہوئی مسجد ابتک موجود ہے۔

بلاد اسلامی کے ہم سرحد ہونے کی وجہ سے دعوت اسلام یہاں باسانی پہونچتی رہی اور سلطنت کی طرف سے کبھی کوئی مزاحمت نہ ہوئی۔ کیونکہ چین کے بادشاہ اور مسلمانوں میں برابر صلح قائم رہا ہے چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عثمان خلیفہ ثالث کے عہد میں یزدجرد کے بیٹے فیروز کے لئے سفارشی ہو کر خاقان چین کا سفیر خلیفہ کے پاس پہونچا تھا۔ خلیفہ نے اس کی بہت خاطر کی اور ایک عرب سپہ سالار اس کے ساتھ کر دیا چنانچہ اس ذریعہ سے شمالی اور مغربی چین میں بھی براہ خشکی [illegible] میں دعوت اسلام پہنچ گئی۔

ولید بن عبد الملک کا زمانہ

ولید بن عبد الملک کے زمانہ میں جو عربوں کے انتہائے عروج کا زمانہ تھا خراسان کے قاسم قطیبہ ابن مسلم نے دریائے جیحون عبور کر کے بخارا اور سمرقند فتح کیا وہاں سے مسلمانوں کی فوجیں سرحد چین تک پہونچ گئیں خاقان نے ایلچیوں کو ایک رقم کثیر دیکر خلیفہ اسلام کی بزرگی تسلیم کر لی اور پھر نہ خاقان چین کو مسلمانوں سے لڑنے کی جرأت ہوئی اور نہ مسلمانوں نے اتنی دور حکومت کرنے کی خواہش کی۔ مصالحت کی صورت قائم رہی اور دعوت اسلام کے لئے راستہ کھلا رہا اور ایک مسجد صوبہ شانسی میں [illegible] میں تعمیر کی گئی۔

خلفاء کے وقت میں چین کی حالت

خلفاء کے وقت میں مسلمانان تجار انھیں دونوں مسجدوں کے گرد بسے ہوئے تھے جو نہایت عزت و آبرو کے ساتھ رہے انھوں نے اپنا قاضی بھی مقرر کیا ہوا تھا جو ہر طرح کے باہمی تنازعات کا تصفیہ کرتا تھا اور خطبہ میں خلیفہ اسلام کا نام پڑھا جاتا تھا [illegible] میں خلیفہ منصور نے چار ہزار عرب شاہ تھانگ کی کمک پر ایک بغاوت کے فرو کرنے کے لئے روانہ کئے جب لڑائی کامیابی کے ساتھ ختم ہو گئی تو عربی سپاہیوں نے اپنے ملک کو واپس جانے سے انکار کیا اور اس ذریعہ سے چین میں مسلمانوں کو اور بھی قوت ہو گئی۔ روز بروز مسلمانوں کی تعداد بھی بڑھنی شروع ہو گئی۔ اور باہمی ازدواجی تعلقات نے اس کو اور بھی استحکام بخشا + اسلامی شوکت اس وقت اپنے کمال کو پہونچ چکی تھی اس لئے باشندگان چین کی تجارت اور بہبودی مسلمانوں کی موافقت پر منحصر تھی علاوہ ازیں اہالئ تبت اور دوسری ہمسایہ قوموں کے مقابلہ میں بھی چینیوں کو مسلمانوں کی اشد ضرورت تھی اس لئے انکی قدر و منزلت میں بھی کبھی کسی قسم کا فرق نہ آنے پایا اور آہستہ آہستہ وہ اپنا کام کرتے گئے۔ چنگیز خاں کے زمانہ میں